Rooh-e-Tahqeeq, Vol.03, No.02, Serial No. 08, April-June 2025

میر محمدی بیدارؔ مشمولہ "تذکرۃ الشعراء از خیراتی لعل بے جگر" : ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Mīr Muhammadī Bīdār Included in 'Tazkirat-us-Shoarā by Khairatī La'l Bē Gigar': A Research & Crital Study

Dr. Zahira Nisar
Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopedia of Islam
University of the Punjab, Lahore
zahiranisar6@gmail.com

Dr. Muhammad Kamran
Professor of Urdu / Dean Faculty of Oriental Learning
University of the Punjab, Lahore
kamran.urdu@pu.edu.pk

Abstract:
Mīr Muhammadī Bīdār belongs to Muhammad Shahī era. He was a great poet of Mīr and Mīrzā's era also. He learned poetic skills from Mīr Dard and Shah Ḥatim in Urdū. Firāq had taught him Persian Poetic Skills. In both languges he excelled and presented remarkable Poetry. He Learned sufism from Molānā Fakhr-ud-Dīn and got khilāfat. In sufism he belongs to Chistī Qadrī linage. Due to sofism`s touch one can easily understand, the depth simplicity and orignality of his poetry. In this article we try to understand the poetic collection of Bīdār in Khairātī Laᶜl Bē Gīgar`s *Tazkirat –us- Shoarā*. and different aspects of his life and poetry.

Keywords:
Muhammad Shahī era, Shah Ḥatim, Mīr Dard, Mīr Taqī Mīr. Molanā Fakhr-ud- Dīn

اسم گرامی، عرف، تخلص

میر محمدی نام، میر محمد علی عرف اور بیدارؔ تخلص ہے (۱)۔ ان کے عرف اور نام کے مابین ادغام ملتا ہے۔ بیش تر تذکرہ نویسوں نے ان کے عرف کو ہی انکا نام تصور کر لیا ہے۔اس لیے میر محمدی کے نام سے مشہور ہیں۔ مصحفیؔ نے بھی تذکرۂ ہندی میں ان کا نام میر محمد علی لکھا ہے (۲) چوں کہ وہ دہلی الاصل تھے اس لیے ان کے نام کے ساتھ دہلوی بھی ملتا ہے (۳)۔مخزنِ نکات میں قائم چاند پوری نے لفظ "میر" کی جگہ "میاں" درج کیا ہے یعنی "میاں محمدی بیدار" (۴) نکات الشعراء میں "میاں محمد علی بیدار" نام درج ہے (۵)۔اسی طرح عمدۂ منتخبہ میں بیدارؔ کا نام "شیخ محمدی" لکھا ہے (۶)۔ تاہم سرورؔ نے حاشیے میں مختلف تذکروں میں مذکور ان کے مختلف ناموں کا ذکر بالصراحت کیا ہے لیکن اپنی رائے نہیں دی۔حیدر بخش حیدریؔ نے تذکرۂ شعرائے اردو، گلشنِ ہند میں ان کا نام "میر مہدی" درج کیا ہے جو اور کسی تذکرے میں مذکور نہیں ہے (۷)۔ مختلف تذکروں میں مذکور ان سب ناموں کے تنوع کا سبب ان کے اسم اور عرفیت کا ادغام ہے۔مذکورہ تمام آراء میں مصحفیؔ کی رائے کو وقعت دی جاسکتی ہے جنھوں نے اُن کے اسم اور عرفیت کا قطعیت سے اظہار کیا ہے۔

جائے تولد و اکتسابِ فن

بیدارؔ کا مولد دہلی ہے اور وہ ایک مدت تک یہاں مقیم رہے پھر اکبر آباد کی طرف رخ کیا۔

شیفتہؔ گلشنِ بے خار میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔مدت سے عرب سرائے جو جہاں آباد کے جنوب میں واقع ہے مقیم تھے۔بعد میں اکبر آباد سکونت اختیار کی۔"(۸)

محمد حسین محوی ، مدون دیوانِ بیدار نے بیدارؔ کا سنِ پیدائش نواح ۱۱۴۰۔۱۱۴۵ھ قرار دیا ہے (۹)۔انھیں اردو و فارسی گوئی پر عبور حاصل تھا۔اس لیے اردو میں میر دردؔ اور شاہ حاتمؔ کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔جب کہ فارسی میں مرتضیٰ قلی فراقؔ سے اصلاح لی۔لالہ سری رام بیدارؔ کے تلمذ اور شعری دست رس کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"...کلام صاف و دل پذیر اور معرفت سے بھرا ہوا ہے۔یہ بھی شاہ حاتم کے اُن شاگردوں میں تھے جنھوں نے ارد وزبان کی درستی میں سعیِ موفور کی تھی۔ورنہ شاہ حاتم کے وقت تک اردو شاعری صرف رعایتِ لفظی تک محدود تھی۔" (۱۰)

لالہ سری رام کا مرتضیٰ علی فراق لکھنا سہواً ہے۔اصل "قلی" ہی ہے۔سعادت خاں ناصرؔ نے "مرتضیٰ قلی فراقؔ" کی جگہ "ثناء اللہ خاں فراق" درج کیا ہے (۱۱) ظاہراً یہ بھی سہو ہے۔

بیدارؔ کے دردؔ سے مشورۂ اصلاحِ سخن کے ضمن میں تذکرۂ گلزارِ ابراھیم:تذکرۂ گلشنِ ہند میں انھیں دردؔ کا دوست بھی لکھا ہے:

"...دوستوں میں سے خواجہ میر دردؔ تخلص کے تھے... کہتے ہیں کہ کلام اپنا انھوں نے اصلاح کی تقریب سے خواجہ میر درد کو دکھایا ہے اور اُس نقادِ زارِ معانی سے فائدہ بہت کچھ اُٹھایا ہے۔"(۱۲)

مائل بہ تصوف:

بیدارؔ نے مولانا فخر الدین سے فیوضِ باطنی کے حصول کے بعد خرقۂ خلافت زیب بن کیا۔مصحفیؔ نے ان کے مائل بہ تصوف ہونے کو درجِ ذیل انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"...جو انیست محمد شاہی قامتِ حال خود را بہ لباسِ درویشی آراستہ دارد یعنی پھینٹھ گیروی بر سر تاج می بندد و دیگر لباسِ اوبہ طور دنیا داران است... چوں اعتقاد بہ جناب مولوی فخر الدین صاحب بسیار داشت ہر گاہ کہ از عرب سرائے در مدرسہ غازی الدین خان برائے دیدنِ آں بزرگ می آمد"۔(۱۳)

مجموعۂ نغز میں مولانا فخر الدین کے ساتھ نسبت کا ذکر درجِ ذیل الفاظ میں آیا ہے:

"...در آخرہا استکساب قواعدہ سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین عبادۃ و خدا جوئی از جنابِ کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی و مولاء جمیع المومنین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثالِ خلافت حاصل فرمودہ۔مختصر کلام مردے بود ظاہرش بہ لباسِ فقر او درویشاں آراستہ و باطنش بہ صلاح و تقویٰ پیراستہ..." (۱۴)

صاحبِ مجموعۂ نغز کے مطابق مکرم و محترم مولانا فخر الدین سے انھوں نے باطنی علوم سیکھے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا اور خود کو ظاہراً فقر اور باطناً متصوفانہ عناصر سے آراستہ کیا۔گلستانِ بے خزاں میں بیدارؔ کے مائل

بہ تصوف ہونے کا احوال اس طور پر آیا ہے کہ وہ اسرارِ معنوی سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ درگاہِ ایزدی میں مقبول ہوئے۔علمائے سرمدی میں وہ مسندِ فقر پر متمکن ہوئے اور مولوی فخر الدین سے ظاہری و باطنی فیوض وبرکات حاصل کیں۔دہلی سے ہجرت کر کے کٹرہ دندان فیل میں سکونت پذیر رہے۔(۱۵) صاحب گل رعنا نے اُن کا صوفیانہ تعلق طریقۂ چشتیہ سے جوڑا ہے (۱۶) ۔محمد حسین محوی کے نزدیک وہ اہلِ سنت مسلک سے وابستہ تھے اور چشتیہ و قادریہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔

سرمایۂ سخن و شعری مقام و مرتبہ:

بیدارؔ کے شعری سرمائے میں دو دواوین ملتے ہیں۔انھوں نے ہمہ قسمی اصنافِ سخن یعنی غزل، رباعی، قصیدہ، نعت اور منقبت وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔

سبھی تذکرہ نویس بیدارؔ کی شعری دست رس اور مہارت کے مداح ہیں۔شیفتہ نے انھیں صحیح النسب اور پختہ گو شاعر (۱۷)قرار دیا ہے۔وہ میرؔ و میرزا کے معاصر تھے۔ان دو قد آور شعرا کے مابین اپنی جگہ بنانے کے لیے انھیں بہترین شعری سرمایہ تخلیق کرنا تھا۔چناں چہ صاحبِ گلستانِ سخن نے انھیں سخن ورِ کامل قرار دیا ہے۔(۱۸) میر تقی میرؔ نے انھیں خوش خلق، ملنسار انسان قرار دینے کے ساتھ ساتھ صاف و شستہ ریختہ گو اور رنگین مزاج قرار دیاہے (۱۹)۔ صاحبِ گل رعنا کے نزدیک انھوں نے میرؔ و میرزا کے تتبع میں رعایتِ لفظی کے ناپسندیدہ رنگ کو ترک کیا اور اس ترک میں انھوں نے تصوف کی شمولیت سے اپنے کلام کی علیحدہ طرز نکالی۔سبھی تذکرہ‌نویس ان کے اشعار کی دل آویزی کے معترف ہیں۔

انتقال:

بیش تر تذکروں میں بیدارؔ کے انتقال کا احوال مفقود ہے حتیٰ کہ تاریخِ پیدائش پر بھی کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔تاہم لالہ سری رام نے خم‌خانۂ جاوید(جلد ۱) میں بیدارؔ کے انتقال کا سنہ درج کیا ہے:

”...میر محمدی بیدارؔ نے بہ مقامِ آگرہ ۱۷۹۴ء میں انتقال فرمایا ہے...“ (۲۰)

صاحبِ گل رعنا نے بیدار کے عیسوی سنہِ انتقال کے ساتھ ساتھ ہجری سنہِ انتقال بھی درج کیاہے۔یعنی ۱۲۰۹ھ/ ۱۷۹۴ء۔(۲۱)

ترجمۂ بیدارؔ در تذکرۃ الشعراء از خیراتی لعل بے جگر:

بیدارؔ جیسے اہم شاعر کو خیراتی لعل بے جگرؔ نے اپنے تذکرے میں خصوصی مقام عطا کیا ہے۔انھوں نے بیدارؔ کے کوائف کے ساتھ ساتھ بہترین نمونۂ کلام بھی پیش کیا ہے۔بے جگرؔ کے اس ترجمے کا فارسی متن اور راقمہ کا تحریر کردہ ترجمہ اور انتخابِ اشعار کا تقابل درج ذیل ہیں:

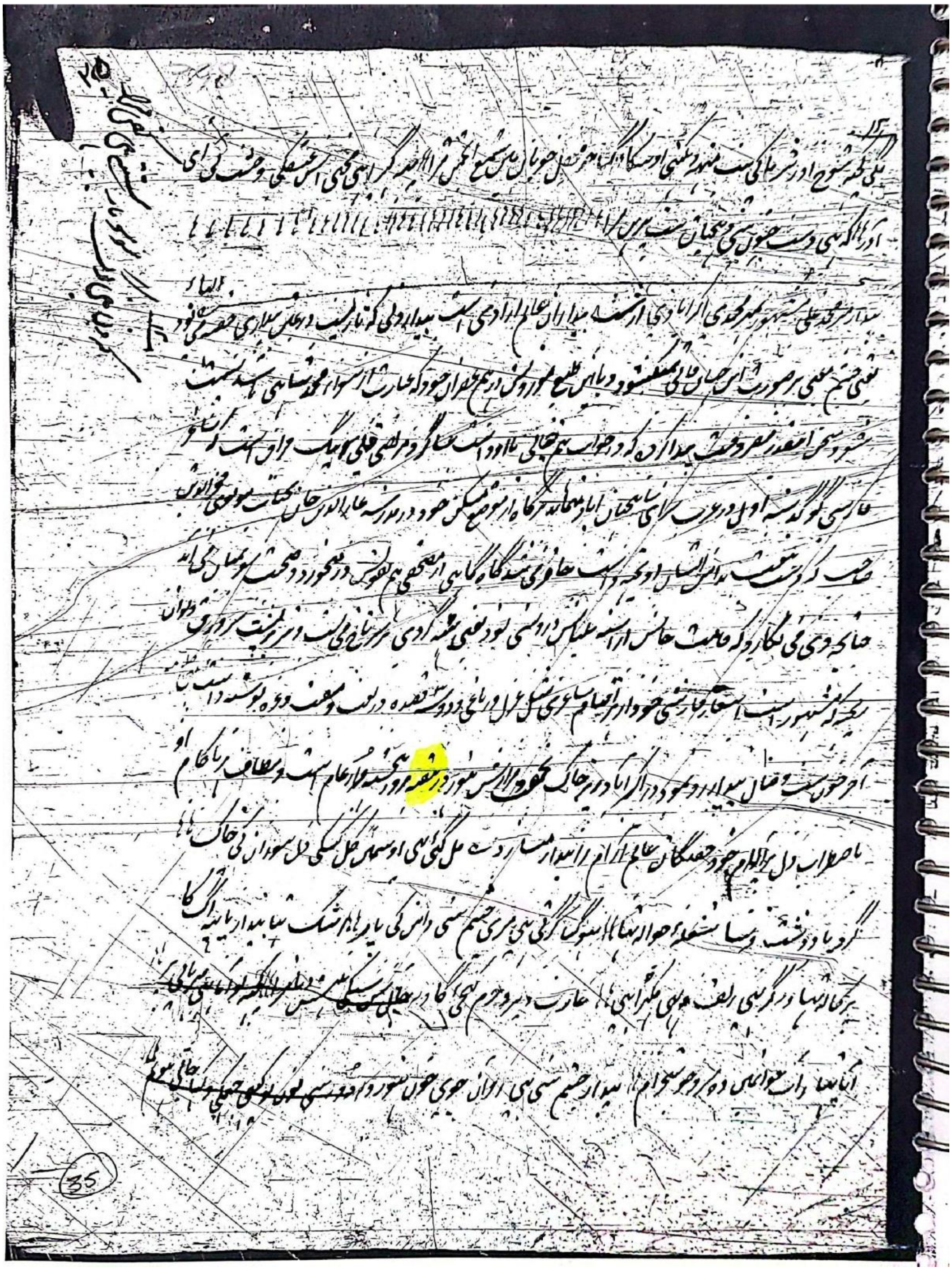

(عکس ورق ۲۵ از تذکرۃ الشعراء از خیراتی لعل بے جگر)

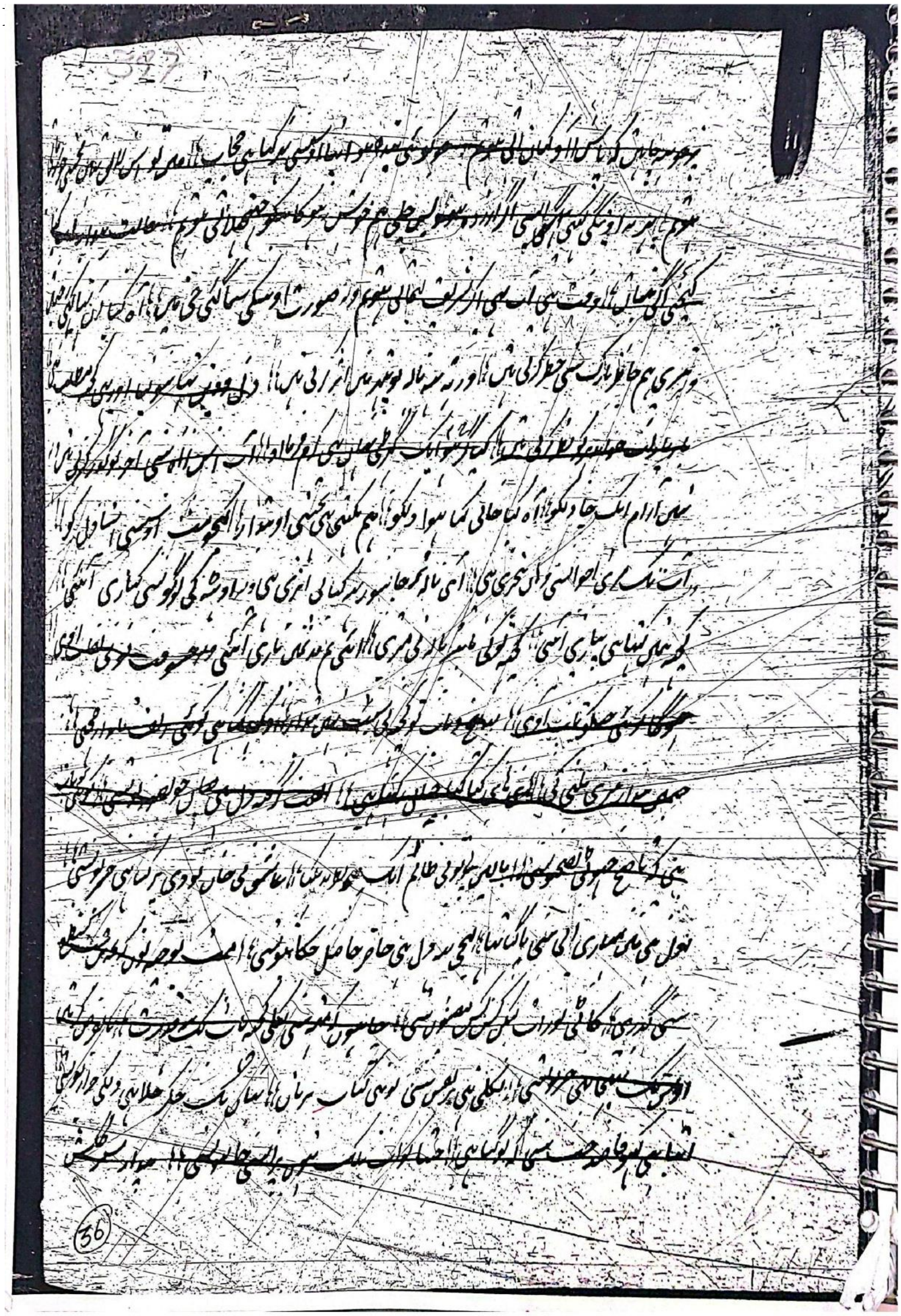

(عکس ورق ۲۵ ب، تذکرۃالشعراء از خیراتی لعل بے جگر)

شجرہ الباء

بیدار میر محمد علی مشہور بہ مہر محمدی(۲۲) اکبر آبادی از شب بیدارانِ عالم آزادی است۔ بیدارِ دلی کہ تازیست درعین بیداری حصہ می بود یعنی چشم معنی برصورت این جہانِ فانی بہ می کشود و با این طبع موزونش درہم عصران خود کہ عبارت از شعراء محمد شاہی باشد۔ نسبتِ شعر و سخن این قدر مصروفیت پیدا کردہ کہ درخوابِ نیم خیالی با اوداشت۔ شاگرد

مرتضیٰ قلی بیگ فراقؔ است کہ شاعرِ فارسی گو گذشتہ۔ اول در عرب سرای شاہ جہان آباد می ماند، نیزگاہ از موضع مسکنِ خود در مدرسہ غازی الدین خان بہ جناب مولوی فخرالدین صاحب کہ دستِ بیعت بہ دامن ایشان او پختہ داشت حاضر می شد۔ گاہ گاہی از مصحفیؔ ہم بہ قولش درمی خوردومحبتِ شعربہ میان می آید۔ چناں چہ وی می نگارد کہ قامت حالش آراستہ بہ لباسِ درویشی بود یعنی پھینٹھ(۲۳) گیروی بر سرِ تاج می بست و نیز برپشتِ سرورق دیوانِ ریختہ کہ مشہور است اشعارِ فارسی خود از ہر اقسام شاعری مثل غزل و رباعی و دوسہ قصیدہ در نعت و منقبت وغیرہ نوشتہ داشت ، من کلامہ۔ آخر چون شبِ وصالِ بیدار رونمود در اکبر آباد زیرِ خاکِ نجف و مزارش ہنوز در ہفتہ بہ روز پنج شنبہ و ارعام است و مطاف ہر بہ اضطرابِ دل پُرآلام خود خفتگانِ عالم آرام را بیداری سازد۔

[ترجمہ: میر محمد علی بیدارؔ جن کی عرفیت مہر[میر] محمدی اکبر آبادی ہے، اس دنیا کے شب بیداران میں سے تھے۔بیدارؔ نے اپنی تمام زندگی عالمِ بیداری میں اس طور پر بسر کی کہ اس فانی دنیا میں اپنی باطنی آنکھ کو کھولے رکھا اور اس موزوں طبیعت کے سبب اپنے ہم عصر شعراء کے مابین یعنی عہدِ محمد شاہی کے شعراء میں شمار ہوئے۔انھوں نے شعر و شاعری کی جانب اس حد تک توجہ مبذول کی وہ جاگتے کے خواب دیکھتے تھے۔انھوں نے شاہجہاں آباد کے نامور فارسی گوشاعر مرتضیٰ قلی بیگ فراقؔ کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیا۔وہ اکثر اپنے علاقے سے مدرسہ غازی الدین خان جاتے رہتے جہاں انھوں نے مولوی فخرالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی تھی اور وہ اُن کے آستانے پر پابندی سے حاضر ہوتے تھے۔ بہ قولِ مصحفیؔ کبھی کبھار اُن کے ساتھ شعر و شاعری کی مجالس میں ملاقات ہوتی۔چناں چہ وہ لکھتے ہیں کہ اُن کا حلیہ درویشی کے لباس سے مزین تھا یعنی وہ اپنے سر پر گیروی عمامہ باندھتے تھے اور انھوں نے اپنے مشہور اردو دیوان کی پشت کے سرورق پر اپنے کلام میں سے رباعی ، نعت ، منقبت پر مبنی دو تین قصائد وغیرہ لکھ رکھے تھے۔بالآخر جب بیدارؔ کے وصالِ حقیقی کی گھڑی آن پہنچی تو اکبر آباد میں خاکِ نجف تلے دفن ہوئے اور ان کا مزار ابھی بھی ہفتے کے روز کھلا ہوتا ہے جو مضطرب و پُرآلام دلوں کے لیے بیداری کا سامان پیدا کرتا ہے]۔

مل گئی تھی اُس میں کل کس کے دلِ سوز اں کی خاک
گرد بادِدشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
ہوگیا گرتے ہی **مری** چشم سے دامن کے پار
اشک تھا بیدارؔ **یا یہ** آگ کا پرکالہ تھا (۲۴)

ولہ

گر یہی زلف **یہی** مکھڑا ہے
غارت دیر و حرم کیجیے گا (۲۵)
آیا تھا رات خواب میں وہ سروِخوش خرام
بیدارؔ چشم سے ہے رواں جوئے خوں ہنوز (۲۶)

ولہ

صورت اُس کی سما گئی جی میں
آہ کیا آن بھا گئی جی میں

ولہ

تیری ہم خاطرِ نازک سے **خطر** کرتے ہیں
ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں(۲۷)

ولہ

نہیں آرام ایک جا دل کو
آہ کیا جانے کیا ہوا دل کو
ہم نہ کہتے تھے تجھ سے او بیدارؔ
کیجو مت اُس سے آشنا دل کو

ولہ

اب تک مرے احوال سے واں بے خبری ہے
اے نالۂ جاں سوز یہ کیا بے اثری ہے

ولہ

اُٹھ کے لوگوں سے کنارے آیئے
کچھ ہمیں کہنا ہے پیارے آیئے
کچھ تو کی تاثیر نالہ نے مرے
آئے تم مدت میں بارے آیئے (۲۸)

ولہ

بالیں پہ تو نے ظالم آ اک نظر نہ دیکھا
عاشق نے جان تو دی پر کیا ہی حسرتوں سے
اول ہی میں تمھارے آنے سے پا گیا تھا
لیجے یہ دل ہے حاضر حاصل حکایتوں سے (۲۹)
نکلے ہے ہر نفس سے بوئے کبابِ بریاں
یہاں تک جگر جلا ہے دل کی حرارتوں سے (۳۰)

میر محمدی بیدارؔ عہد محمد شاہی کے نہایت اہم اور کہنہ مشق شاعر تھے۔انھوں نے دستورِ زمانہ کے مطابق علوم سیکھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں اوجِ کمال کو پہنچنے کے ساتھ ساتھ تصوف میں مہارت بہم پہنچائی۔ وہ خوش اخلاق ، حیا پرور اور منکسرالمزاج انسان تھے۔اُن کے ہاں معاصرانہ چشمک کے عناصر مفقود تھے۔ حتیٰ کہ میرؔ بھی اُن کی شخصیت و شاعری کے معترف تھے۔انھوں نے اپنی ذہانت و طباعت اور درویش مزاجی سے شعری چکا چوند کا سامان پیدا کیا۔ آشوبِ دہلی کے زمانے میں آگرہ کے محلہ کٹرہ دندان فیل میں مستقل سکونت اختیار کی اور یہیں راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ جس طرح گھنے سایہ دار چھتنار کے سائے تلے دیگر اشجار کے پنپنے کے امکانات مسدود ہوجاتے ہیں۔بعینہٖ میرؔ و میرزاؔ، میر دردؔ جیسے کمالِ فن کے آگے بیدارؔ کے شعری کمالات مؤرخین سے وہ داد وتحسین حاصل نہ کر سکے، جس کے وہ مستحق تھے۔وہ شعری دواوین کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ نوع بہ نوع مضامین کو نظم کرنے کا ہُنر جانتے تھے۔ سرِدست گوشۂ گم نامی میں پڑے اس نایاب شاعر کا چنیدہ کلام قارئین کے ذوق کی نذر کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) نورالحسن خان، سید علی حسن خان، تذکرۂ بزمِ سخن وطورِ کلیم، عطاکاکوی (مرتب)، (پٹنہ: عظیم الشان بک ڈپو، ۱۹۶۸ء)، ۳۸۔

(۲) مصحفیؔ، غلام ہمدانی، تذکرۂ ھندی، (دہلی: جامعہ برقی پریس، ۱۹۳۳ء)، ۳۱۔

(۳) لالہ سری رام، خم خانۂ جاوید (جلد۱)، (لکھنؤ: منشی نول کشور، ۱۹۰۸ء)، ۶۶۳۔

(۴) قائم چاندپوری، مخزنِ نکات، اقتدا احسن، ڈاکٹر، پروفیسر (مرتب)، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۶ء)، ۱۶۷۔

(۵) میر تقی میرؔ نکات الشعراء، حمیدہ خاتون (مترجم)، (دہلی: جے کے آفسیٹ پرنٹرز، ۱۹۹۴ء)، ۱۱۷۔

(۶) سرور، میر محمد خان، تذکرۂ سرور، عمدۂ منتخبہ، (دہلی: شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء)، ۱۲۲۔

(۷) حیدریؔ، سید حیدر بخش، گلشنِ ھند: تذکرۂ شعرائے اردو، مختارالدین احمد (مرتب)، (دہلی: علمی مجلس، ۱۹۶۷ء)، ۴۲۔

(۸) شفیتہؔ، نواب مصطفیٰ خاں، گلشنِ بے خار، محمد احسان الحق فاروقی (مترجم)، (کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، ۱۹۶۲ء)، ۱۲۶۔

(۹) بیدارؔ، میر محمدی، دیوانِ بیدار، محمد حسین محوی (مرتب)، (مدراس: شاہی پریس ۱۹۳۵ء)، ۲۔

(۱۰) لالہ سری رام، خم خانۂ جاوید، ۱: ۶۶۳۔

(۱۱) ناصرؔ، سعادت خان، تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا، (جلد۶) مشفق خواجہ (مرتب)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء)، ۱۹۵۔

(۱۲) لطفؔ، مرزا علی، تذکرۂ گلزارِ ابراھیم، تذکرۂ گلشن ھند، زور، محی الدین قادری (مرتب)، (علی گڑھ: مطبع مسلم یونیورسٹی، ۱۹۳۴ء)، ۲۷۔

(۱۳) مصحفیؔ، تذکرۂ ھندی، ۳۱۔

(۱۴) قاسمؔ، میر قدرت اللہ، مجموعۂ نغز، محمود شیرانی (مرتب)، (دہلی: نیشنل اکیڈمی دریا گنج، ۱۹۷۳ء)، ۱۱۸۔

(۱۵) باطن، میر قطب الدین، گلستانِ بے خزاں، (لکھنؤ: اترپردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۲ء)، ۳۷۔

(۱۶) حکیم سید عبدالحی، گل رعنا، (اعظم گڑھ: مطبع معارف، ۱۹۵۱ء)، ۲۰۴۔

(۱۷) شفیتہؔ، گلشن بے خار، ۱۲۶۔

(۱۸) مراد علی خان، مبتلا لکھنوی، تذکرۂ گلشنِ سخن، سید مسعود حسن رضوی ادیب (مرتب)، (علی گڑھ: انجمنِ ترقیِ اردو ہند، ۱۹۶۵ء)، ۷۵۔

(۱۹) میر، نکات الشعراء، ۱۱۷۔

(۲۰) لالہ سری رام، خم خانۂ جاوید، ۱: ۶۶۳۔

(۲۱) حکیم سید عبدالحی، گلِ رعنا، ۲۰۴۔

(۲۲) سطور سابقہ میں مختلف تذکروں میں میر محمدی کے نام اور عرفیت کے جس ادغام کا ذکر کیا گیا، تذکرۂ ہذا میں بھی بعینہٖ ہے "مہر محمدی" کی جگہ "میر محمدی" عرف ہے (مرتب)۔ فارسی شعری متن در بے جگر، خیراتی لعل، تذکرۃ الشعراء، داردو)، (غیر مطبوعہ مخطوطہ)، (مخزونہ، لاہور: مرکزی کتب خانہ، جامعہ پنجاب، مائیکرو فلم مارچ ۱۹۵۲ء)، ایکسیشن نمبر: ۹۴۱۴، سلسلہ نمبر: ۴۹۴)، اوراق ۲۵ل۔ ۲۶ ل۔

(۲۳) تذکرۂ ھندی از مصحفیؔ (ص ۳) سے "پھینٹھ گیروی" درج کیا ہے۔ "تذکرۂ ہذا میں یہ لفظ ناخوانا تھا۔ (مرتب)۔

(۲۴) لالہ سری رامؔ، خمخانۂ جاوید، ا:۔۔۔۔۔۔۔۔ تیری۔۔۔۔۔۔۔۔۔، ص ۶۶۴۔

دیوان بیدارؔ، ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۲۲۔

(۲۵) دیوان بیدارؔ، ا:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۲۲۔

(۲۶) شعرِ مذکور سے قبل ایک اور بعد میں درجِ ذیل چار شعر قلم زد کیے ہیں:

حال سن سن کے ہنس دیا میرا　　　کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

ولہ

دور سے یوں تو کبھی جھمکے دکھا جاتے ہو تم　　　پر جو یہ چاہیں کہ پاس آؤ کہاں آتے ہو تم☆1

جو کوئی بندہ ہو اپنا اُس سے **پھر کیا ہے** حجاب　　میں تو اس لائق نہیں **مجھ سے** جو شرماتے ہو تم☆۲

پھر نہ آویں گے کبھی ایسے **اگر** آزردہ ہو　　بس چلے ہم خوش رہو کاہے کو جھنجھلاتے ہو تم☆۳

حالت بیدارؔ اب کیا کیجئے آگے بیاں　　**وقت** ہے اب بھی اگر تشریف **لے جاتے** ہو تم☆۴

(۲۷) دیوان بیدارؔ، ا: ہم تیری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حذر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص ۶۴۔

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:

دل و دیں تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہے　　بار بار آپ جو ایدھر کو نظر کرتے ہیں

کیا **گر ہو** ایک گھڑی یہاں بھی کرم فرماؤ　　آپ اس راہ سے آخر تو گزر کرتے ہیں☆۵

(۲۸) شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل چار شعر قلم زد کیے ہیں:

جس وقت تو بے نقاب آوے　　**ہو گا کوئی جس** کو تاب آوے☆۶

ولہ

یہ پیچ و تاب تو کچھ بے سبب نہیں بیدارؔ　　دکھا گیا ہے کوئی زلفِ تاب دار مجھے

ولہ

جی میں بیدارؔ تیرے ملنے کے　　**ہائے** کیا کیا خیال رکھتا ہے☆۷

ولہ

الفت گرفتہ دل ہے جہاں خوب صورتوں سے　　کوئی بات ہے کہ **ناصح چھوٹے** نصیحتوں سے☆۸

(۲۹) شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زدہ کیے ہیں:

مت پوچھ یوں کہ تجھ بن **شب** کس طرح سے گزری　　کاٹی تو رات لیکن کس کس مصیبتوں سے

چاہوں کہ منہ سے نکلے کچھ بات **تک** یہ قدرت　　بالفرض **گر میں** اُس تک پہنچا بھی **حسرتوں** سے☆۹

(۳۰) دیوانِ بیدارؔ، ا: آتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ص ۹۷)

ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:

اتنا ہی کہیو قاصد جب سے کہ تو گیا ہے　　جیتا تو اب تلک ہوں پر ایسی حالتوں سے

بیدارؔ سیر گلشن کیوں کر خوش آوے مجھ کو　　جوں لالہ داغ ہے دل یاروں کی فرقتوں سے

☆۱۔　تذکرۂ ہندی، ا: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، ص ۳۶

☆۲۔　دیوانِ بیدارؔ، ا:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے پھر کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چاہو یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تذکرۂ ہندی، ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۳۔　دیوانِ بیدارؔ، ا:۔۔۔۔۔۔۔۔گر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ص ۵۸)

☆۴۔　//　// //، ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرماتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۵۔　//　// //، ا:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو گر۔۔۔۔(ص ۶۴)

☆۶۔　دیوانِ بیدارؔ،، ا: وہ شوخ جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ب: ممکن ہے کہ مجھ۔۔۔۔(ص ۹۹)

☆۷۔　//　// //، ب: آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ص ۹۱)

☆۸۔　//　// //،ب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چھوٹے ناصح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۹۔　//　// //، ا: چاہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کب۔۔۔۔۔۔

ب:۔۔۔میں گر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھی خرابیوں۔۔۔

Bibliography

1. Baṭin, Mīr Quṭb-ud-Dīn, *Gulistan-e-Bē- Khizān,* (Lakhnow: Uttar Pardēsh Urdū Academy, 1982AD).
2. Bīdār, Mīr Muhammadī, *Dīwan-e-Bīdār,* Muhammad Hussain Mahvī (ed.), (Madras: Shahī Press, 1935 AD).
3. B*ē* Gigar, Khairatī L^{c}al , *Tazkirat-us- Shoarā (Urdū)* (unpublished Manuscript) (Accupation in Lahore: Main Library Punjab University, Microfilmed in March 1952 AD) Accession No. 9414, Sr No; 464), Follios: 25A-26A.
4. Haidrī Sayed Haider Baksh, Gulshan-e-Hind, Mukhtār-ud-Dīn Ahmed (ed.), (Dehlī: ^{c}Ilmī Majlīs, 1967AD)-
5. Hakīm Sayed Abdul Hyī, *Gul-e-Ra^{c}nā,* (A^{c}zam Garh: Maṭba^{c} Mua^{c}rif, 1951 AD)
6. Lalā Sirī Rām , *Khum Khana-e-Javēd* (Vol 1), Lakhnow: Munshī Nawal Kishore press, 1901 AD).
7. Luṭf, Mirzā ‘Alī, *Tazkira-e- Gulshan-e-Hind*, *Tazkira-e-Gulzar-Ibrahim,* Zōr, Muhayyuddīn Qadrī (ed.) (‘Alī Garh: Muslim University, 1934 AD).
8. Mardān, ‘Alī Khān, Mubtalā Lakhnavī, *Tazkira-e-Gulshan-e-Sukhan*, (Syed Masood Hassan Rizvī Adīb (ed.), (‘Alī Garh: Anjuman-e-Tarqī-e-Urdū Hind, 1965.
9. Mīr Taqī Mīr, *Nikat-us-Shoarā*, Ḥamīda Khatoon (tr.) (Dehli: J. K Offist printers, 1994 AD).
10. Musḥafi Ghulām Hamadānī, *Tazkira-e-Hindī,* (Dehlī: Jamia Barqī press, 1933AD).
11. Naṣir, S‘ādat Khān, *Tazkira-e-Khush Ma^{c}rka e Zēbā,* Mushfiq Khawaja (ed.) (Lahore: Majlis-e-Taraqī-e-Adab, 1970AD).
12. Noor-ul-Hassan Khan, Sayed ‘Alī Hassan Khan, *Tazkira-e-Bazm-e-Sukhan wa Ṭoor-e-Kalīm,* ‘Aṭa Kakvī (ed.) (Patna: ‘Azeem-us-Shan Book Depot, 1968AD).
13. Qasīm, Mīr Qudratullah, *Majmooa-e-Naghz, Mehmood Shiranī* (ed) (Dehlī: National Academy Darya Ganj, 1972AD).
14. Qayam, Qayyam-ud-Dīn, Chand Purī, *Makhzan-e-Nikāt,* Iqtidā Aḥsan, dr, Prof (ed.) (Lahore: Majlis-e-Taraqī-e Adab, 1966AD)
15. Sarōr, Mīr Muḥammad Khān, *Umda-e-Muntakhiba,* (Dehlī: Urdu Deptt, Dehlī University, 1961AD).
16. Shaifta, Nawwāb Muṣtafa Khān, *Gulsan-e- Bē-Khār,* Muḥammad Eḥsan-ul-Ḥaq Farooqī (tr.) (Karachī: All Pakistān Educational Confrence, 1962 AD).

❖❖❖